

جانور دوست ہیں، کھانا نہیں

ایک قدیم کرمی سکھائی ہے: لوگ بے پرواہی سے ہرن کا شکار نہیں کرتے۔ ہرن صرف اس وقت اپنے آپ کو لوگوں کے حوالے کرتا ہے جب واقعی ضرورت ہو۔ یہ کہانی صرف ایک افسانہ نہیں ہے۔ یہ ایک ہدایت ہے۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ جانور ہماری مرضی سے لینے کے لیے نہیں ہیں۔ وہ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ جب وہ اپنی جان دیتے ہیں، تو یہ ایک تحفہ ہے۔ اور تحائف کے لیے شکرگزاری، عاجزی اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

انسانیت کی تاریخ نے کبھی اسے سمجھا تھا۔ صدیوں تک گوشت روزمرہ کا حق نہیں تھا۔ جب لوگ زرعی زندگی میں بس گئے، جانور بقاء کے ساتھی تھے: وہ دودھ، انڈے اور محنت دیتے تھے۔ ان کی جانوں کو بچایا جاتا تھا، سوائے سخت ترین سریدیوں کے یا نایاب تقریبات کے جب کمیونٹی کو دعوت کی ضرورت ہوتی تھی۔ گوشت نایاب تھا، اور اسی لیے مقدس تھا۔ اسے کھانا قربانی کے وزن کا احترام کرنے کے مترادف تھا۔

لیکن ہم بھٹک گئے۔ جیسے جیسے دولت بڑھی، گوشت بدل گیا۔ یہ حیثیت کی علامت بن گیا، ایک جنس، طاقت دکھانے کا ایک طریقہ۔ یہ اب نایاب نہ رہا، بلکہ معمول بن گیا۔ پھر بھی، ہمیشہ سے مخالفت موجود رہی۔ یہاں تک کہ یورپ کے نشاۃ ثانیہ کے عروج پر، لیونارڈو دا ونچی نے اعلان کیا کہ وہ اپنے جسم کو "جانوروں کی لاشوں کا مقبرہ" نہیں بنائے گا۔ اس کا انکار محض عجیب و غریب بات نہیں تھا: یہ ایک اخلاقی موقف تھا۔ اس نے وہ دیکھا جو دوسروں نے نظر انداز کیا: کہ ہلکے سے لی گئی جان ایک ایسی جان ہے جس کی بے عزتی کی گئی۔

دوسری روایات نے بھی اس سچائی کو سمیٹا۔ بدھ مت نے رحم دلی کو انسانی رویے کے مرکز میں رکھا۔ صرف انسانوں کے لیے نہیں، بلکہ تمام حساس مخلوقات کے لیے۔ جانور کو کھانا مصیبت کو بڑھانا ہے، خود کو نقصان سے گھرے طور پر جوڑنا ہے۔ باز رہنا اہمسا یعنی عمل میں عدم تشدد کی مشق ہے۔ یہ تعلیم کرمی کہانی کے ساتھ ہم آہنگ ہے: جان کو کبھی بے سوچے سمجھے نہیں لینا چاہیے۔

جدید دنیا نے اس حکمت کو بڑی حد تک ترک کر دیا۔ عظیم کسادبازاری اور دوسری عالمی جنگ کے دوران، لوگوں نے ایک بار پھر گوشت کو قیمتی سمجھا، راشن کیا، کبھی ضائع نہیں کیا۔ لیکن جنگ کے خاتمے کے بعد، بھوک کی جگہ فراوانی نے لے لی، اور تحمل

نے عیاشی کی راہ دی۔ گوشت کی کچھت بڑھ گئی۔ کھانوں کی ثقافت بھاری ہو گئی، معیشتیں صنعتی ہوئیں، اور جانوروں نے اپنی آخری عزت کی رمق کھو دی۔ وہ اب “خود کو نہیں دیتے” تھے۔ انہیں تیار کیا گیا، بڑھایا گیا، اور ناقابل تصور پیمانے پر ذبح کیا گیا۔ عہد ٹوٹ گیا۔ احترام تحلیل ہو گیا۔ انسانوں اور جانوروں کے درمیان کا رشتہ استحصال میں بدل گیا۔

اسی لیے میں سبزی خور ہوں۔ یہ رجحان یا فیشن کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ اخلاقیات کے بارے میں ہے۔ یہ ان آوازوں کو سننے کے بارے میں ہے جو ہمیں یاد دلاتی ہیں۔ کری بزرگ، نشاۃ ثانیہ کا فنکار، بدھسٹ راہب۔ کہ جانور اشیاء نہیں بلکہ ساتھی ہیں۔ اگر مجھے جان لینے کی ضرورت نہیں ہے، تو میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ میرا جسم مقبرہ نہیں بنے گا۔

جانور دوست ہیں، کھانا نہیں۔ اس سچائی کے مطابق زندگی گزارنا اس احترام کو بحال کرنا ہے جہاں یہ کھو گیا تھا۔ یہ ان کی حکمت کی عزت کرنا ہے جو ہم سے پہلے آئے تھے۔ یہ ایک ایسی صنعت کو مسترد کرنا ہے جو مصیبت پر بنائی گئی ہے۔ اور یہ ایک ایسی مستقبل کے لیے کھڑا ہونا ہے جہاں ہرن اب بھی آزادانہ طور پر چلتا ہو، جہاں اس کا تحفہ نایاب اور مقدس ہو، نہ کہ معمول کا اور بدسلوکی کا شکار۔